منظوماتِ اقبال میں متناوب اوزان کا استعمال

(ایک عروضی مطالعہ)

عبدالشکور شاکر
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
گورنمنٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالا

THE USE OF CAESURUS METRES IN IQBAL'S VERSE

Abdul Shakoor Shakir
Assistant Professor of Urdu,
Govt. College Satellite Town, Gujranwala

Abstract

The metres which are structured with the rhythmical repetition of two different syllabic-feet are called Caesurus Metres.The trend to use Caesurus Metres in Urdu got popularized due to the demands of innovation and poetic experiments at the outset of the twentieth century. Allama Iqbal too, like his other contemporary, got inspired by this new poetical trend. As a result, he used these metres both in poems and lyrics. The diversified use of Caesurus Metres is not to be found in the poetry of any other poet as in that of Iqbal's. The use of these difficult metres in his poetry is a beautiful combination of his thought and art, which reflects his aesthetic sense, prosodic wisdom and technical expertise. This article is a prosodic study of the use of Caesurus Metres in Iqbal's poetry.

Keywords

عروض، اوزانِ متناوب، بسرام، متوقف آہنگ، مطابقت، اسالیب

اوزانِ متناوب کا تعارف

اصطلاح میں وزن معین متحرک وساکن حروف کی متناسب تکرار سے مرتب غنائی ہیئت کا نام ہے، جس میں شعر کی لطیف پیشکش ہوتی ہے۔عروض میں وزن کی متعدد اقسام ہیں، جیسے کہ اوزانِ طویل، اوزانِ قصیر، اوزانِ متوسط اور دیگر۔ایک اہم قسم متناوب اوزان کی بھی ہے ۔ دومختلف الوزن ارکان کی متوازن تکرار سے تشکیل پذیر وقفہ دار شعری اوزان کو اوزانِ متناوب کہا جاتا ہے۔ایسے اوزان میں شعر کا ہر مصرع دو متشابہ اجزا میں منقسم ہوجاتا ہے اور ہر جز وایک مصرع متصور ہوتا ہے۔ان اوزان کو شکستہ اوزان یا بحورِ دونیم سے بھی موسوم کیا گیا ہے، جبکہ موسیقی میں انھیں ایقاعِ مفصل کا نام دیا گیا ہے۔بیش تر متناوب اوزان اپنی ماہیت میں مزاحف اوزان ہیں جو بنیادی بحور سے متخرج ہوئے؛ تاہم بعض مثمن سالم بحور بھی معین عروضی وقفے کی بنا پر اسی قبیل میں شمار ہوتی ہیں۔

متناوب اوزان ساخت کے لحاظ سے عمومی بحور سے مختلف ہیں۔عمومی بحور میں ہر مصرع کے ارکان اول تا آخر زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم مربوط ہوتے ہیں۔مفرد بحروں میں واحد رکن کی متوازن تکرار سے جبکہ مرکب بحروں میں دو یا دو سے زاید ارکان کی متناسب ترتیب سے ایسا آہنگ پیدا ہوتا ہے جو اپنے اندر غنائی وحدت کا تاثر رکھتا ہے۔اسی غنائی وحدت کی بدولت ان اوزان میں مرتبہ نظموں میں کسی شوخ نغمے کا سا زیروبم، مالا کے موتیوں کا سا انسلاک، چشموں کی سی روانی اور کسی شوخ حسینہ کی باہوں میں پہنی ہوئی چوڑیوں کے بجنے کی سی کھنک محسوس ہوتی ہے۔یہ جملہ غنائی صفات قاری سے شعر کے ہر مصرع کی ایک ہی سانس میں قراءت کا تقاضا کرتی ہیں۔ان کے برعکس متناوب اوزان دو متنوع موازین (سالم ومزاحف / مزاحف ومزاحف) کی تکرار سے مرتب ہیں، جن میں وقفِ اوسط کے واقع ہونے سے بیت چار مساوی خانوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔اسی امتیازی صفت کی بنا پر فارسی شعر میں مسمط چہار خانہ کا تصور پیش کیا گیا اور ان اوزان کو اوزانِ چہار خانہ کا نام دیا گیا۔(۱) مزید برآں یہی صفت کسی شاعر کو شعر کے عروض وضرب کے علاوہ حشوین میں بھی موقوف، مسبغ اور مذال رکن کے استعمال کا جواز مہیا کرتی ہے۔(۲) بخلاف ازیں یہی عمل کسی دوسری بحر کو اس کے مقررہ دائرے سے خارج کرنے کا سبب بنتا اور غنائی عیب کی صورت میں اظہار پذیر ہوتا ہے۔

چونکہ یہ اوزان اپنی بین الاجزائی تناسب پر مبنی ساخت کی بدولت عمومی اوزان کی نسبت زیادہ منضبط ہیں، چنانچہ عربی وفارسی شاعری میں زیادہ رواج پذیر نہ ہوسکے۔فارسی ماہر عروض پرویز ناتل ایک مختلف زاویے سے اسی موضوع پر اپنی جامع تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں:

"نظم وتناسبِ اجزاءِ این گونہ وزن ہا بیش از حد آشکار است واین صفتِ آہنگِ آن ہارا بگوش

یک نواخت می کند و در صورتِ تکرار، موجبِ کسالت می شود۔ شاید بہمین سبب ہیچگاہ اوزانِ متناوب در غزلِ فارسی مورِدِ استعمالِ فراوانی نیافتہ است''۔(۳)

محقق کا زیرِ مطالعہ اوزان کے خلاصۂ بحث میں ان کے اجزائی تناسب کے زیادہ نمایاں ہونے اور تکرار کی صورت میں ان کے آہنگ کو 'موجبِ کسالت' کہنا اور اسی کیفیت کو متناوب اوزان کے قلیل استعمال کا نتیجہ قرار دینا محض ایک قیاس ہے ۔ انھوں نے جس چیز کو عروضی عیب سے تعبیر کیا، وہی ان اوزان کی نمایاں صفت ہے ۔ ان کے قلیل استعمال کے متعلق یہی امر قرینِ حقیقت ہے کہ ان کا بین الاجزائی تناسب اور اس کی اساس پر عینِ وسط میں تقرر پذیر وقفہ (بسرام) دو ایسے عروضی فیچرز ہیں جو انھیں دوسرے اوزان سے ممیّز کرتے ہیں؛ نہ صرف ہیئتی لحاظ سے، بلکہ آہنگ کے اعتبار سے بھی۔ یہی عروضی فیچر شعر کی بندش میں مشکلات کا سبب بنتے ہیں۔ ان اوزان میں شاعر کے لیے اطلاق کی بجائے جزوی انطباق کا لحاظ لازم آتا ہے(۴) کیونکہ اس کے نہ ہونے سے شعری متن اور ارکانِ بحر کی ترتیب میں نامطابقت جنم لیتی ہے جس کی وجہ سے شکستِ ناروا کا عیب پیدا ہوتا اور شعر کا جمالیاتی تاثر مجروح ہو جاتا ہے۔ ان کے قلیل الاستعمال ہونے کی دوسری وجہ عربی و فارسی کا اپنا اپنا نحوی نظام اور اسلوب ہے جو اِن اوزان کی ساخت کے مکمل مطابق نہیں۔

فارسی و عربی کے برعکس اردو شاعری میں ان کا استعمال نسبۃً زیادہ ہوا ہے، تاہم تمام متناوب اوزان شعرا سے حسنِ قبول کی سند کبھی نہیں پا سکے۔ چند اوزان طبائع کو زیادہ مرغوب ہوئے، جن کا رجحان بیسویں صدی کے اوائل میں جدت طرازی اور تخلیقی تجربے کے نئے تقاضوں کے تحت فروغ پذیر ہوا۔ دیگر معاصر شعرا کی طرح اقبال بھی اس نئے شاعرانہ رجحان سے متاثر ہوئے؛ جس کے نتیجے میں انھوں نے اپنی نظم اور غزل دونوں میں ان اوزان کا یکساں استعمال کیا۔ اقبال نے جتنے بھی شعری اوزان کا استعمال کیا، انتہائی فنکارانہ کیا ہے؛ تاہم متناوب اوزان کے استعمال میں جس مہارت کا ثبوت دیا ہے، اس کا مؤثر جواب کسی اور اردو شاعر سے نہیں بن پڑا۔ ان اوزان میں اقبال کی متعدد شہکار نظمیں یادگار ہیں، جن کے مطالعے سے قبل یہاں متناوب بحور و اوزان کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

(الف) مثمن مرکب سالم بحور (بحورِ دونیم سالم):

(۱) بحرِ مدید مثمن سالم : فاعلاتن فاعلن + فاعلاتن فاعلن (دوبار)

(۲) بحرِ بسیط مثمن سالم : مستفعلن فاعلن + مستفعلن فاعلن (دوبار)

(۳) بحرِ طویل مثمن سالم : فعولن مفاعیلن + فعولن مفاعیلن (دوبار)

(۴) بحرِ مزید مثمن سالم : فاعلن متفاعلن + فاعلن متفاعلن (دوبار)

(۵) عریض / مقلوب طویل مثمن سالم: مفاعیلن فعولن + مفاعیلن فعولن (دوبار)

(ب) مثمن مرکب مزاحف بحور (اوزانِ متناوب):

(۱) بحر مقتضب مثمن مطوی: فاعِلاتُ مُفْتَعِلُن + فاعِلاتُ مُفْتَعِلُن (دوبار)

(۲) مقتضب مثمن مطوی مقطوع: فاعِلاتُ مفعولن + فاعلاتُ مفعولن (دوبار)

(۳) بحرِ مدید مثمن مخبون: فاعلاتن فَعِلُن + فاعلاتن فَعِلُن (دوبار)

(۴) بحر منسرح مثمن مطوی مکسوف: مُفْتَعِلُن فاعلن + مُفْتَعِلُن فاعلن (دوبار)

(۵) بحر بسیط مثمن مطوی سالم: مُفْتَعِلُن فاعِلُن + مُفْتَعِلُن فاعِلُن (دوبار)

(۶) بحر بسیط مثمن مخبون: مُفاعِلُن فَعِلُن + مُفاعِلُن فَعِلُن (دوبار)

(۷) بحر ہزج مثمن اشتر مقبوض/رجز مثمن مرفوع مخبون: فاعلن مفاعلن + فاعلن مفاعلن (دوبار)

(۸) بحر مضارع مثمن اخرب محذوف الآخر: مفعولُ فاعِ لاتن + مفعولُ فاعِ لُن (دوبار)

(۹) بحر مضارع مثمن اخرب: مَفْعُولُ فاعِ لاتن + مَفْعُولُ فاعِ لاتن (دوبار)

(۱۰) بحر مجتث مثمن مشکول: مفاعِلُ فاعلاتن + مفاعِلُ فاعلاتن (دوبار)

(۱۱) بحر متقارب مثمن اثلم سالم الآخر: فَعْلُن فَعُولُن + فَعْلُن فَعُولُن (دوبار)

(۱۲) بحر رجز مثمن مطوی مخبون: مُفْتَعِلُن مُفاعِلُن + مُفْتَعِلُن مُفاعِلُن (دوبار)

(۱۳) بحر رمل مثمن مشکول: فَعِلاتُ فاعلاتُن + فَعِلاتُ فاعلاتُن (دوبار)

(۱۴) بحر مجتث مثمن مخبون: مُفاعِلُن فَعِلاتن + مُفاعِلُن فَعِلاتن (دوبار)

(۱۵) بحر ہزج مثمن اشتر: فاعِلُن مُفاعیلُن + فاعِلُن مُفاعیلن (دوبار)

(۱۶) بحر ہزج مثمن اخرب: مَفعُولُ مفاعیلُن + مفعُولُ مُفاعیلُن (دوبار)

(۱۷) بحر متقارب مثمن اثرم سالم الآخر: فعلُ فعولن + فَعْلُ فَعُولُن (دوبار)

یہ جملہ اوزان امتیازی خدوخال کے حامل ہیں، جن کے اپنے ساختی تقاضے ہیں۔ شاعر کو ان تقاضوں کے مطابق شعر کو چار مساوی اجزا میں ترتیب دینا ہوتا ہے اور متنِ شعر کی وزن سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے بیش تر آمد کی بجائے آورد اور صناعی سے کام لینا ہوتا ہے۔ گویا بندشِ الفاظ کا عمل انگوٹھی میں نگینہ جڑنے کے مترادف ہے۔ اسی تناظر میں آتش نے کہا تھا:

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں　　　شاعری بھی کام ہے آتش مرصّع ساز کا

کلامِ اقبال میں مستعمل اوزانِ متناوب

اقبال نے اپنی منظومات میں مندرجہ اوزان میں سے فقط چھے اوزان کا اپنے مذاق اور مطالب کے مطابق استعمال کیا ہے؛ یہ استعمال ان کے فکروفن کا حسین امتزاج ہے، جس سے ان کے ذوقِ جمالیات،

عروض فہمی اور فنی مہارت کا پتا چلتا ہے۔ اقبال سے پہلے اوزانِ متناوب کا استعمال ان کی منفرد ماہیت کی وجہ سے قطعہ وغزل سے مخصوص تھا لیکن انھوں نے ان کی تعمیم کرتے ہوئے انھیں مختصر اور طویل نظم کے لیے بھی قابلِ عمل شعری پیمانہ بنادیا۔ یہ اقبال کا ایک شاعرانہ تصرف ہے جس کی طرف ناقدین نے زیادہ التفات نہیں کیا۔ توضیح کے لیے ذیل میں اوزانِ متناوب میں لکھی ہوئی نظموں اور غزلوں کی جامع فہرست پیش کی جاتی ہے:

وزن:۱- بحرِ رمل مثمن مشکول: فَعِلاتُ فاعلاتن فَعِلاتُ فاعلاتن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	☆	غزل	تجھے یاد کیا نہیں ہے، مرے دل کا وہ زمانہ
۲	☆	غزل	وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
۳	☆	غزل	یہ پیام دے گئی ہے، مجھے بادِ صبح گاہی

مجموعۂ کلام: ضربِ کلیم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۴	☆	غزل	دلِ مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
۲	۵	☆	غزل	نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی وحجازی

مجموعۂ کلام: پیامِ مشرق

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۶	افکار: تسخیرِ فطرت: ۴	قصیدہ+ بیت مصرع	چہ خوش است زندگی راہمہ سوزوساز کردن
۲	۷	حور وشاعر	قصیدہ+ قصیدہ	نہ ببادہ میل داری، نہ بمن نظر کشائی
۳	۸	مَی باقی ☆	غزل	بملازمانِ سلطاں خبرے دہم ز رازے
۴	۹	☆	غزل	عرب از سرشکِ خونم ہمہ لالہ زار بادا
۵	۱۰	نقشِ فرنگ: پٹوفی	قصیدہ	نفسے دریں گلستاں زعروسِ گل سرودی

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۱	حصہ اول: ☆	فرد	زِبرونِ درگذشتم، زدرونِ خانہ گفتم
۲	۱۲	☆	غزل	من اگرچہ تیرہ خاکم دلکیست برگ وسازم
۳	۱۳	☆	غزل	بصدای دردمندی بنوای دل پذیری

۴	۱۴	☆	غزل	دل و دیدۂ کہ دارم ہمہ لذتِ نظارہ
۵	۱۵	☆	غزل	توبایں گماں کہ شایدسرِآستانہ دارم
۶	۱۶	☆	غزل	شبِ من سحرنمودی کہ بہ طلعت آفتابی
۷	۱۷	☆	غزل	بجہانِ دردمنداں تو بگوچہ کارداری
۸	۱۸	☆	غزل	کفِ خاک برگ وسازم برہے فشانم اُورا
۹	۱۹	☆	غزل	بہ تسلّئ کہ دادی نگذاشت کارِخودرا
۱۰	۲۰	☆	غزل	بفغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثرندارد
۱۱	۲۱	حصہ دوم:☆	غزل	بہ نگاہِ آشنائے چودرونِ لالہ دیدم
۱۲	۲۲	گلشنِ رازِ جدید	غزل	بسوادِدیدۂ تونظرآفریدہ ام من

وزن:۲۔بحرِ ہزج مثمن اخرب سالم الآخر:مَفعُولُ مفاعیلن مَفعُولُ مفاعیلن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بانگِ درا

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۲۳	انسان	قطعہ	منظرچمنستاں کے زیبا ہوں کہ نازیبا
۲	۲۴	دُعا	قصیدہ	یارب! دلِ مسلم کو ،وہ زندہ تمنا دے
۳	۲۵	غزلیات :۵	غزل	پھربادِبہار آئی،اقبال غزل خواں ہو

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۲۶	☆	غزل	اک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی
۲	۲۷	☆	غزل	یہ کون غزل خواں ہے پرسوزونشاط انگیز
۳	۲۸	☆	غزل	یہ دیرِکہن کیا ہے؟ انبارِخس وخاشاک
۴	۲۹	☆	غزل	افلاک سے آتاہے نالوں کا جواب آخر
۵	۳۰	☆	غزل	جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
۶	۳۱	☆	غزل	یوں ہاتھ نہیں آتا ،وہ گوہرِیک دانہ
۷	۳۲	☆	غزل	کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمّازی
۸	۳۳	لالۂ صحرا	قصیدہ	یہ گنبدِ مینائی، یہ عالمِ تنہائی
۹	۳۴	فقر	مسدس	اِک فقر سکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری

مجموعۂ کلام: ضربِ کلیم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
		محراب گل افغان کے افکار		
۱	۳۵	☆	قصیدہ	لادینی ولاطینی، کس پیچ میں الجھا تو ؟
۲	۳۶	☆	قصیدہ	بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی
۳	۳۷	☆	قصیدہ	فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی

مجموعۂ کلام: ارمغانِ حجاز

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۳۸	۱۸	فرد	آں عزمِ بلند آور، آں سوزِ جگر آور

مجموعۂ کلام: پیامِ مشرق

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
		افکار		
۱	۳۹	نوائے وقت	مخمس	خورشید بہ دامانم ،انجم بہ گریبانم
۲	۴۰	عشق	قطعہ	عقلے کہ جہاں سوز دیک جلوۂ بے باکش
		مئے باقی		
۳	۴۱	☆	غزل	صورت نہ پرستم من ،بت خانہ شکستم من
۴	۴۲	☆	غزل	صد نالۂ شب گیرے، صد صبح بلا خیزے
۵	۴۳	☆	غزل	فرقے نہ نہد عاشق در کعبہ و بت خانہ
۶	۴۴	☆	غزل	ایں گنبد ِمینائی،ایں پستی و بالائی!!

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۴۵	☆	غزل	ازمشتِ غبارِ ما،صد نالہ بر انگیزی
۲	۴۶	☆	غزل	بر عقلِ فلک پیما ترکانہ شبیخوں بہ
۳	۴۷	☆	غزل	ایں دل کہ مرادادی لبریزِ یقیں بادا
۴	۴۸	☆	غزل	انجم بگریباں ریخت ایں دیدۂ تر مارا
۵	۴۹	☆	غزل	بر خیز کہ آدم را ہنگام ِ نمود آمد

٦	٥٠	☆	غزل	بانشۂ درویشی درسازودمادم زن
۷	٥١	☆	غزل	علمی کہ تو آموزی مشتاقِ نگاہی نیست
٨	٥٢	☆	غزل	من ہیچ نمی ترسم از حادثۂ شب ہا
٩	٥٣	☆	غزل	ازداغِ فراقِ او، دردل چمنے دارم
١٠	٥٤	☆	غزل	من بندۂ آزادم عشق است امامِ من

مجموعۂ کلام: جاویدنامہ

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
١	٥٥	نوائے سروش	قصیدہ	ترسم کہ تو می رانی زورق بسراب اندر
٢	٥٦	☆	غزل	بانشۂ درویشی درسازودمادم زن

مجموعۂ کلام: مثنوی مسافر

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
١	٥۷	غزل	غزل	ازدیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست

وزن: ٣۔ بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون: مفتعِلُن مفاعلُن مفتعِلُن مفاعلُن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بانگِ درا

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
١	٥٨	پیام	قطعہ	عشق نے کر دیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
٢	٥٩	طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام	قطعہ	اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
٣	٦٠	کوششِ ناتمام	قطعہ	فرقتِ آفتاب میں کھاتی ہے پیچ وتاب صبح
۴	٦١	شاعر	ترکیب بند	جوئے سرورآفریں آتی ہے کوہسار سے

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
١	٦٢	☆	غزل	میری نوائے شوق سے شورحریمِ ذات میں
٢	٦٣	☆	غزل	گیسوئے تاب دارکو ،اور بھی تاب دار کر
٣	٦۴	☆	غزل	عالم آب وخاک و بادسرِّ عیاں ہے تو کہ میں
۴	٦٥	☆	غزل	توابھی رہگزر میں ہے قیدمقام سے گزر
٥	٦٦	☆	غزل	میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف

۶	۶۷	فرشتوں کا گیت	قصیدہ	عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی
۷	۶۸	ذوق وشوق	ترکیب بند	قلب ونظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں

مجموعۂ کلام: پیام مشرق

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
		افکار		
۱	۶۹	سرودِ انجم	جدید ہیئت	ہستیِ ما نظامِ ما...دورِ فلک بکامِ ما می نگریم و می رویم
۲	۷۰	کشمیر	قصیدہ	رخت بہ کاشمر کشا، کوہ و تل ودمن نگر
		مَیِ باقی		
۳	۷۱	☆	غزل	خیز، نقاب برکشا پردگیانِ ساز را
۴	۷۲	☆	غزل	باز بسرمہ تاب دہ چشمِ کرشمہ زاے را

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۷۳	☆	غزل	اے کہ زمن فزودۂ گرمیِ آہ ونالہ را
۲	۷۴	☆	غزل	برسرِ کفرو دیں فشاں رحمتِ عام خویش را
۳	۷۵	☆	غزل	فصلِ بہار ایں چنیں بانگ ِہزار ایں چنیں
۴	۷۶	☆	غزل	خیزوبخاک تشنۂ بادۂ زندگی فشاں
۵	۷۷	☆	غزل	سوزوگدازِ زندگی، لذتِ جستجوے تو
۶	۷۸	☆	غزل	فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بیقرار را
۷	۷۹	☆	غزل	چندبروے خودکشی پردۂ صبح وشام را
۸	۸۰	☆	فرد	شاخِ نہالِ سدرۂ خاروخسِ چمن مشو
۹	۸۱	☆	غزل	از ہمہ کس کنارہ گیرصحبت ِآشناطلب

مجموعۂ کلام: جاویدنامہ

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۸۲	زمزمۂ انجم	ترکیب بند	عقلِ تو حاصلِ حیات عشقِ تو سرِّ کائنات
۲	۸۳	طاسین گوتم: رقاصہ	غزل	فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
۳	۸۴	نواے طاہرہ	غزل	گر بہ تو اُفتدم نظر، چہرہ بہ چہرہ، رُو برُو

وزن:۴-بحرِ متقارب مثمن اثلم: فَعلُن فعولن فَعلُن فعولن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۸۵	☆	غزل	ہر شے مسافر، ہر چیز راہی
۲	۸۶	☆	غزل	نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی

مجموعۂ کلام: ضربِ کلیم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۸۷	غزل	غزل	دریا میں موتی اے موجِ بے باک
۲	۸۸	محرابِ گل افغان کے افکار:۴	قصیدہ	کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ!!!

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۸۹	حصۂ اول:☆	غزل	از چشمِ ساقی مستِ شرابم
۲	۹۰	☆	غزل	جانم در آ ویختت باروزگاراں
۳	۹۱	حصۂ دوم:☆	غزل	بینی جہاں را، خود را نہ بینی
۴	۹۲	☆	غزل	ایں ہم جہانے، آں ہم جہانے

وزن:۵-بحرِ مضارع مثمن اخرب: مفعولُ فاعِلاتن مفعولُ فاعِلاتن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بانگِ درا

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۹۳	پرندے کی فریاد	ترکیب بند	آتا ہے یاد مجھ کو، گزرا ہوا زمانہ!!
۲	۹۴	ایک آرزو	قطعہ	دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یاربّ
۳	۹۵	ترانۂ ہندی	قصیدہ	سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
۴	۹۶	جگنو	ترکیب بند	جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
۵	۹۷	ہندوستانی بچوں کا قومی گیت	مخمس ترجیع بند	چشتی نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا
۶	۹۸	نیا شوالہ	ترکیب بند	سچ کہہ دوں اے برہمن گر تو برا نہ مانے
۷	۹۹	سلیمٰی	قطعہ	جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
۸	۱۰۰	ترانۂ ملی	قصیدہ	چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا

۹	۱۰۱	چاند	ترکیب بند	اے چاند! حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
۱۰	۱۰۲	رات اور شاعر	مثنوی	کیوں میری چاندنی میں پھرتا ہے تو پریشاں
۱۱	۱۰۳	بزمِ انجم	ترکیب بند	سُورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۰۴	☆	غزل	اِعجاز ہے کسی کا، یا گردشِ زمانہ ؟

مجموعۂ کلام: پیامِ مشرق

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
		مَیِ باقی:		
۱	۱۰۵	۱۱	غزل	اَز ما بگو سلامے آں ترکِ تند خو را

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۰۶	☆	غزل	خود راکنم سجودے، دیر و حرم نمانده

وزن: ٦ - بحرِ منسرح مثمن مطوی مکسوف: مُفتَعِلُن فاعِلُن مُفتَعِلُن فاعِلُن (دوبار)

مجموعۂ کلام: بالِ جبریل

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۰۷	☆	غزل	ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
۲	۱۰۸	☆	غزل	گرمِ فغاں ہے جرس ،اٹھ کہ گیا قافلہ
۳	۱۰۹	☆	غزل	فقر کے ہیں معجزات تاج وسریرو سپاہ
۴	۱۱۰	دُعا	قصیدہ	ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
۵	۱۱۱	مسجدِ قرطبہ	ترکیب بند	سلسلۂ روزوشب نقش گرِ حادثات

مجموعۂ کلام: ضربِ کلیم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۱۲	علم اور عشق	مربع	علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
۲	۱۱۳	غزل	غزل	تیری متاعِ حیات،علم و ہنر کا سرور !!
۳	۱۱۴	اہلِ ہنر سے	قطعہ	مہرومہ و مشتری، چند نفس کا فروغ

۴ ۱۱۵ محرابِ گل افغان کے افکار:۱ قطعہ میرے کہستاں تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں

مجموعۂ کلام: ارمغانِ حجاز

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۱۶	عالمِ برزخ: زمین	جدید ہیئت	آہ! یہ مرگِ دوام، آہ! یہ رزمِ حیات
۲	۱۱۷	ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض:۲	قصیدہ	موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام

مجموعۂ کلام: پیامِ مشرق

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۱۸	تسخیرِ فطرت: انکارِ ابلیس ۲	قصیدہ	نُوری ناداں نیم، سجدہ بہ آدم برم
-	--	اغوائے آدم ۳	قصیدہ	زندگیِ سوز و سازبہ ز سکونِ دوام
-	--	صبحِ قیامت ۵	قصیدہ	اے کہ ز خورشید تو کوکبِ جاں مستنیر
۲	۱۱۹	فصلِ بہار	جدید ہیئت	خیز کہ در کوہ و دشت، خیمہ زد ابرِ بہار
۳	۱۲۰	حُدی	جدید ہیئت	ناقۂ سیارِ من.... تیز ترک گامزن منزلِ ما دور نیست
۴	۱۲۱	زندگی و عمل	قطعہ	ساحلِ افتادہ گفت گرچہ بسے زیستم
۵	۱۲۲	مَیِ باقی: ۳۰	غزل	گریۂ ما بے اثر، نالۂ ما نارساست
۶	۱۲۳	صحبتِ رفتگاں: ٹالسٹائی	قطعہ	بارکشِ اہرمن، لشکریِ شہریار
-	--	ہیگل	قطعہ	جلوہ دہد باغ و راغ معنیِ مستور را
-	--	ٹالسٹائی	قطعہ	عقلِ دو رو آفرید، فلسفۂ خود پرست

مجموعۂ کلام: زبورِ عجم

شمار	مجموعی شمار	عنوان	ہیئت	مصرعِ اول
۱	۱۲۴	حصہ دوم: ☆	غزل	مثلِ شرر ذرّہ را تن بہ تپیدن دہم

☆ کل مستعمل اوزانِ متناوب = ۰۶ ☆ اوزانِ متناوب میں مرتب نظموں کی تعداد = ۵۱

☆ غزلوں کی تعداد = ۷۳

☆ میزان = ۱۲۴

مذکور تفاصیل ظاہر کرتی ہیں کہ اقبال کی زیرِ مطالعہ اوزان میں منظومات کی تعداد اچھی خاصی ہے، جن میں مثنویاں بھی ہیں اور غزلیات بھی؛ ترکیب بند بھی ہیں اور قطعات بھی؛ قصائد بھی ہیں اور مخمسات بھی۔

دونیم اوزان کے استعمال کا اس قدر تنوع، شاید ہی کسی اور شاعر کی شاعری میں موجود ہو۔ یہ استعمال جہاں کمیت میں کثیر ہے؛ وہاں کیفیت میں جمیل اور دل پذیر ہے۔ یہ امر شاہد ہے کہ اقبال کو جملہ مستعمل اوزان سے طبعی مناسبت ہے اور یہ مناسبت ان کی عروض فہمی اور جدت طرازی کی آئینہ دار ہے۔

اسی سیاق میں یہ نقطہ بھی اہم ہے کہ تخلیقی تجربے میں شاعرانہ خیال کی آمد کے بعد اسے شعری صورت دینے کے لیے پہلے مقتضائے حال کے مطابق الفاظ کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے اور پھر موزوں وزن کا تعین کیا جاتا ہے۔ بعدازاں منتخب الفاظ کو مقررہ وزن کے موافق ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں، اگر مقررہ وزن کوئی متناوب وزن ہو تو جزوی انطباق کا عمل شعر کے عروضی تقاضے کی صورت میں درپیش ہوتا ہے جس میں شکستِ ناروا سے احتیاط لازم آتی ہے۔ سو بڑا شاعر وہی ہوتا ہے جو یہ عروضی تقاضا اس اسلوب سے پورا کرے کہ آورد میں آمد اور کاوش وصناعی میں بے ساختگی کا رنگ نمایاں ہو۔ اقبال کی بیش تر شاعری اس رنگ کی عکاس ہے۔ انھوں نے دو چار مقامات کے سوا نہ صرف شکستِ ناروا کے خارزار سے شعر کا دامن بچایا ہے بلکہ تصنع کا رنگ بھی پیدا نہیں ہونے دیا۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ　　کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ
ترا بحر پرسکوں ہے یہ سکوں ہے یا فسوں ہے　　نہ نہنگ ہے، نہ طوفاں، نہ خرابیِ کنارہ
تو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے　　نہیں بے قرار کرتا، تجھے غمزۂ ستارہ
(غزل: ضربِ کلیم)

اسی تناظر میں کلام اقبال کا ایک اہم وصف ایجاز بھی ہے، جسے 'اشتمال اللفظ القلیل علی المعانی الکثیر' سے تعبیر کیا گیا (۵)، اسی کی اردو میں تقلیلِ الفاظ بلا اختلالِ معنی کے الفاظ سے توضیح کی گئی ہے۔(۶) ایجاز بلاغت کی جان ہے عربی کا مقولہ ہے: خَیرُ الکَلامِ ما قَلَّ و دَلَّ؛ زیرِ مطالعہ اوزان میں اقبال کی مرتبہ نظمیں/ غزلیں اس مقولے کے مصداق اختصار سے عبارت ہیں۔ شعر میں کوئی قرینہ رکھ کر بعض الفاظ وافعال کی تحذیف اقبال کی اختصار نویسی کا ایک مؤثر حربہ ہے۔ اسی طرح بلیغ علامات، استعارات، تلمیحات اور تراکیب کا موقع محل کے مطابق استعمال ایک اور مفید حربہ ہے، جس کی بدولت انھوں نے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ ایجاز واختصار اقبال کے شعری اسلوب کا ایک اہم ترکیبی عنصر ہے، جس کے حوالے سے اِنھی اوزان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہی اوزان مدعا کو زیادہ مرتب انداز اور ایجاز سے پیش کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ مندرجہ مثالوں سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔

تو ابھی رہگزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر　　مصر و حجاز سے گزر، پارس و شام سے گزر
تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور　　ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر
(غزل: بالِ جبریل)

ساحلِ اُفتادہ گفت ،گرچہ بسی زیستم — ہیچ نہ معلوم شد،آہ کہ من چیستم
موجِ زخودرفتۂ ،تیزخرامیدو گفت — ہستم اگرمی روم،گرنروم، نیستم
(زندگی وعمل: پیامِ مشرق)

جس طرح بالِ جبریل کی غزل سراپا ایجاز ہے؛اسی طرح پیامِ مشرق کی نظم بھی ایسے اجمال سے متصف ہے،جس سے تفصیل تراوش کرتی نظرآتی ہے۔اقبال نے مختصر قطعے میں مکالماتی وتمثیلی پیرایے میں زندگی اورحرکت وجمودکوموضوع بنایاہے۔حرکت زندگی اور جمودموت ہے؛حرکت ذی حیات کاوصف جبکہ جمود جمادات کی صفت ہے۔اقبال نے سمندر کے منجمد ساحل اور متلاطم لہروں کے کیفیتی تقابل سے فقط دو شعروں میں حرکت وسکون کا پورا فلسفہ بیان کردیاہے۔یہی ایجاز ہے جومتناوب اوزان کا ماہیتی تقاضا ہے۔ مذکورہ مجموعوں کی متعدد نظمیں ایسی ہیں،جن کا ایجاز،اعجاز کے افق کوچھوتامعلوم ہوتاہے۔مثال کے طور پر مثنوی ذوق وشوق کے یہ اشعار:

لوح بھی تو قلم بھی تو،تیرا وجود الکتاب — گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرۂ ریگ کو دیاتونے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجروسلیم، تیرے جلال کی نمود — فقر جنیدو بایزید تیرا جمالِ بے نقاب

عروضی مطالعے کے ضمن میں ایک اورقابل ذکروصف فکروزن کاامتزاج ہے جواقبال کے ہرمجموعے میں موجود ہے۔فکروخیال کے اظہارکے لیے کسی بھی ہیئت، وزن اوراسلوب کاانتخاب کیاجاسکتاہےلیکن بڑاشاعر یہاں خیال اورپیرایۂ اظہار کی مطابقت کواہم مانتاہے۔اسی کوارسطونے اصولِ تناسب کا نام دے کرتخلیقی ادب کی ایک اہم خصوصیت قراردیاتھا۔شاعری میں اس کالحاظ لازم آتاہے۔اقبال نےتخلیقی عمل میں ہمیشہ مطابقت کاالتزام کیاہے۔انھوں نے موضوع کے تناسب سے ہیئت،وزن اوراسلوب کاانتخاب کرکے بیدل وغالب کی طرح حساس ہونے کا ثبوت دیاہے،لہٰذاان کی اوزانِ متناوب میں مرتب نظموں اورغزلوں سے یہ تاثر پیدا ہوتاہے کہ گویاان سے موزوں تر اورکوئی پیمانہ نہیں جس میں خیال کی ایسی منضبط پیشکش ہو۔انھوں نے التزام سے ایسی بحروں کااستعمال کیاہے جواوّل ان کے افکار سے مطابقت رکھتی ہیں اوردوم ان کے شعری اسلوب کے مطابق ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے شعرکاخارجی وداخلی آہنگ ہم آمیز ہے۔

یہ خصوصیت انھی دومطابقتوں کی تخلیق ہےاورانھی مطابقتوں کی اساس پران کے شعرکاعروضی نظام استوار ہے۔

رخت بہ کاشمرکشا، کوہ وتل و دمن نگر — سبزہ جہاں جہاں ببیں لالہ چمن چمن نگر
بادِبہارموج موج ،مرغِ بہارفوج فوج — صلصل وسارزوج زوج، برسرِ نارون نگر
لالہ زخاک بردمید،موج بآبجوتپید — خاک شررشرربہبیں،آب شکن شکن نگر
(کشمیر: پیامِ مشرق)

برسرِ کفر و دیں فشاں رحمتِ عام خویش را | بند نقاب برگشا، ماہِ تمام خویش را
زمزمۂ کہن سرا، گردشِ بادہ تیز کن | باز بہ بزم ما نگر آتشِ جام خویش را
ریگِ عراق منتظر، کشتِ حجاز تشنہ کام | خونِ حسین بازدہ کوفہ وشام خویش را

(غزل: زبورِ عجم)

مطالعے سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوئی ہے کہ جب لمحۂ فیضان طویل ہوتا ہے تو اقبال کا شعری وجدان جس خاص وزن میں مصروفِ تخلیق ہوتا ہے، اسی وزن میں سرگرمِ کار رہتا ہے اور معنوی اعتبار سے جو ذہنی فضا وجود میں آتی ہے، وہ فضا بھی اسی وزن کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔(۷) تاہم جہاں ذہنی فضا بدلتی ہے، وہیں وزن بھی بدل جاتا ہے۔ چند مستثنیات سے قطعِ نظر اقبال نے ہر نظم کی تخلیق میں اس کے موضوع کے مطابق جداگانہ فنی تقاضوں کا لحاظ کیا ہے۔ اسی سے ان کے کلام میں تنوع اور انفرادیت کی شان جلوہ گر ہے۔

متناوب اوزان کے استعمال سے اقبال کی انفرادیت کے علاوہ مشکل پسندی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ یہ اوزان اپنی وضع میں زیادہ مرتب اور پیچیدہ ہیں؛ اسی وجہ سے ان کا استعمال زیادہ عام نہ ہو سکا مگر اقبال نے ان میں کافی کچھ لکھا۔ اقبال میں مشکل پسندی کا رجحان مطالعۂ بیدل سے پیدا ہوا اور سبکِ ہندی کے متبع دیگر شعرا کے مطالعے اور مشقِ سخن کے تسلسل سے اس میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا، جس کا اظہار بالِ جبریل، ضربِ کلیم، پیامِ مشرق اور زبورِ عجم کی متناوب اوزان میں مرتبہ منظومات سے بخوبی ہوتا ہے۔

اقبال کی ان منظومات کا اسلوب مشکل ہونے کے علاوہ تمکین آمیز اور توانا بھی ہے اور جمال وجلال سے متصف بھی۔ ان کے اسلوبیاتی لہجے کی ایسی تمکین اور قوت وجلالت عمومی اوزان کی شاعری میں نسبتاً کم محسوس ہوتی ہے:

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں | غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں | میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں

(غزل: بالِ جبریل)

صورت نہ پرستم من، بتخانہ شکستم من | آں سیلِ سبک سیرم، ہر بند گسستم من
سرمایۂ دردِ تو غارت نتواں کردن | اشکی کہ زِ دل خیزد در دیدہ شکستم من

(غزل: پیامِ مشرق)

خورشید بہ دامانم، انجم بہ گریبانم | در من نگری ہیچم، در خود نگری جانم
در شہر و بیابانم، در کاخ و شبستانم | من دردم و درمانم من عیشِ فراوانم

من تیغِ جہاں سوزم، من چشمۂ حیوانم

(نوائے وقت: پیامِ مشرق)

فارسی شعر میں مسمط چہار خانہ کا تصور بھی انھی اوزان سے پیدا ہوا، جس میں ایک بیت ضمنی قافیوں کے ساتھ چار حصوں میں مرتب ہوتا ہے۔ اس صنعت میں کبھی بیت کے چاروں اجزا ہم قافیہ ہوتے ہیں اور کبھی تین اجزا باہم مقفّٰی ہوتے ہیں جبکہ چوتھا جزو آزاد یا قصیدہ وغزل کی صورت میں مطلع کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک تیسری صورت میں شعر کے پہلے مصرع کے ہر دو اجزا باہم مقفّٰی اور دوسرے مصرع کے اجزا الگ ہم قافیہ بھی ہو سکتے ہیں۔ طوسی نے معیار الاشعار میں مسمط چہار خانہ کے لیے بحر ہزج مثمن اخرب کو ایک خوش آیند وزن قرار دیا ہے (۸) لیکن اقبال کے ہاں جملہ مستعمل اوزان میں مسمط کے متنوع خوش آہنگ نمونے ملتے ہیں:

دردَیر نیازِ من، درکعبہ نمازِ من	زُنّار بہ دوشم من، تسبیح بہ دستم من
فرزانہ بگفتارم، دیوانہ بکردارم	از بادۂ شوقِ تو ہشیارم و مستم من
(غزل: پیامِ مشرق)

توبدردِ من رسیدی، بضمیرم آرمیدی	زنگاہِ من رمیدی، بچنیں گراں رکابی
تو عیارِ کم عیاراں، تو قرارِ بیقراراں	تو دوائے دلفگاراں، مگرایں کہ دیریابی
(غزل: زبورِ عجم)

گرمیِ آرزو فراق، شورشِ ہاے وہو فراق
موج کی جستجو فراق، قطرے کی آبرو فراق
(ذوق وشوق: بالِ جبریل)

میں کہاں ہوں تو کہاں ہے، یہ مکاں کہ لامکاں ہے
یہ جہاں، مراجہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی
(غزل: بالِ جبریل)

بعض اوقات دونیم وزن میں شعر کہتے ہوئے تعقیدِ لفظی اور تعقیدِ معنوی کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ خصوصاً طویل نظموں میں کسی مسلسل مضمون یا فلسفیانہ مسائل کے بیان میں ان عیوب کے واقع ہونے کے قوی امکانات ہوتے ہیں، جہاں ان کے سبب عبارتِ شعر میں یک گونہ بے ربطی اور معنی میں ابہام درآتا ہے۔ لیکن اقبال کا کلام ان دونوں معائب سے مبرا نظر آتا ہے۔ یہ چیز اقبال کی قدرتِ کلام اور مستعمل اوزان سے طبعی مطابقت کو ظاہر کرتی ہے۔

اگرچہ اقبال کے نزدیک شاعری ذریعہ ابلاغ تھی لیکن اقبال نے نظم کے صرف معنوی پہلو ہی پر توجہ مرکوز نہیں رکھی بلکہ بطورِ تخلیق کار نظم کی صوری حیثیت کو بھی اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے متناوب اوزان اور ہیئتوں کا متنوع استعمال کیا؛ جس میں کہیں کہیں فکری اظہار کے مطابق ناگزیر تصرفات بھی کیے ہیں۔

یہ تصرفات ان کے فن کا جزوِلا ینفک بن کر ان کی نظم میں اظہار پذیر ہوئے ہیں جنھیں پیام مشرق میں شامل فصلِ بہار، سرودِانجم، حدی اور صحبتِ رفتگان ایسی نظموں میں خاص طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ گو یہ تصرفات اپنی وضع میں عربی شعر سے ماخوذ ہونے کی بنا پر نئے یا اچھوتے نہیں، لیکن اردو نظم میں نئے مانے جاتے ہیں:

ناقۂ سیّارِ من!!
آہوے تا تارِ من
درہم و دینارِ من
اندک و بسیارِ من
دولتِ بیدارِ من
تیزترک گامزن، منزلِ ما دُور نیست (حدی: پیام مشرق)

جس طرح اُردو کی ادبی روایت فارسی کی ادبی روایت کا تسلسل ہے؛ اسی طرح اردو کی عروضی روایت، ایک ضمنی ادبی روایت کی حیثیت سے عربی و فارسی کی عروضی روایت کی توسیع پذیر صورت ہے۔ اقبال نے جمہوری ذوق کی رعایت سے اسی روایت کی پیروی کی ہے مگر اس انداز سے کہ روایت میں جدت وانفرادیت کا رنگ نمایاں ہے۔ اقبال کا نغمہ ہندی ہے مگر آہنگ حجازی ہے؛ جس کی ترتیب وپیشکش میں ایک خاص تناسب وامتزاج سے روایتی سازوں کا ماہرانہ استعمال کیا گیا ہے۔ جس طرح ہر مصور کو کینوس پر ہر قسم کا برش چلانے میں مہارت اور ہر رنگ کے استعمال کا شعور نہیں ہوتا؛ اسی طرح ہر شاعر کو شعر میں ہر وزن کے استعمال کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک فن ہے، جس سے وہی شاعر کما ینبغی بہرہ ور ہوتا ہے، جو عروض اور موسیقی جانتا ہو۔ اقبال میں یہ دونوں صفات جمع تھیں۔ وہ موسیقی شناس بھی تھے اور شاعری میں متداول اوزان کے مزاج، آہنگ اور طریق استعمال سے خوب واقف بھی تھے، سو دونوں صفات کو بطورِ حربہ شعر میں بروے کار لائے ہیں۔

فارسی و اردو شاعری کے عروضی مطالعے سے لامحالہ یہ استنباط ہوتا ہے کہ اگرچہ رُودکی سے لے کر بہاؔر تک فارسی شعر میں متناوب اوزان کا استعمال عام اوزان کی نسبت کم ہوا ہے مگر جتنا ہوا، بہت موزوں ہوا۔ اردو میں اس کا نمونہ اقبال اور حفیظ کی شاعری کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس نمونے میں فکر و فن کا امتزاج بھی ہے اور لطافت بھی؛ تنوع بھی ہے اور جدت بھی۔

جس طرح کوئی شہری گاؤں کی سیر میں قطعی مختلف مناظر کا مشاہدہ کرتا ہے یا کوئی شمالی باشندہ سمندر کے ساحل پر اس کی وسعت اور مد و جزر کا نظارہ کرتا اور جداگانہ کیفیات محسوس کرتا ہے؛ اسی طرح اقبال کا قاری جب ان کی عام بحور میں کی ہوئی شاعری کے مطالعہ کے بعد متناوب اوزان میں موزوں کلام کا عمیق

مطالعہ کرتا ہے تو دونوں کے اسالیب ہی جدا پاتا ہے ۔مگران اسالیب کے فرق کا مناسب ادراک وہی قاری کرسکتا ہے جو سخن فہم ہونے کے علاوہ عروض فہم بھی ہو۔ بلا شبہ سخن فہمی اورعروض فہمی کے بغیر ان دونوں اقسام کے اوزان میں موزوں کلام کے خصائص اور امتیازات کو مکمل طور پر جاننا مشکل امر ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے اور حواشی

(۱) عروض میں عروضی وقفے کو تناوب (تقسیم،معین فاصلہ) کہا جاتا ہے جب کہ پنگل میں بسرام اور متناوب اوزان کو بسرامی چھند سے موسوم کیا جاتا ہے۔ المعجم فی معاییر اشعار العجم ،معیار الاشعار،عروضِ سیفی اور عروضِ ہمایوں میں متناوب اوزان کا مختصر ذکر ملتا ہے؛ بخلاف ازیں یہ اوزان بیسویں صدی کے اوائل میں اپنے امتیازی خدوخال اور ساختی تقاضوں کے حوالے سے فارسی و اردو ماہرین عروض کے زیر بحث آئے اور شعرانے بھی ماضی کی بہ نسبت ان کا زیادہ استعمال کیا۔اس زیادہ استعمال کی وجوہ میں شعرامیں جدت وانفرادیت کے احساس کے تحت نئے آہنگوں کی تلاش اور موسیقی سے اثر پذیری شامل ہے۔

(۲) بیش تر عروضی ماہرین ان اوزان کی چہار خانگی کی بنا پر اس زحافی عمل کے جواز کے حامی ہیں۔شعرانے اس جواز سے نظم اور غزل میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔متذکرہ زحافی عمل سے پیدا ہونے والی اضافی آواز شعر کی تحت اللفظ ادائیگی میں نقصِ روانی کا سبب نہیں بنتی جب کہ ترنم میں گلوکار کے لیے کسی قدر مسئلہ پیدا کرتی ہے؛ جس کے نتیجے میں وہ اضافی آواز نہیں دیتا یا دیتا ہے تو ملائمت سے اور ماقبل حرف میں اشباع پیدا کرتا ہے۔

(۳) پرویز ناتل،دُکتر،تحقیقِ انتقادی در عروض فارسی ،تہران: دانشگاہِ تہران،۱۳۲۷ھ ش،ص ۹۵

(۴) جزوی انطباق سے مراد یہ ہے کہ شعر کے ہر جز کا متن بحر کے ہر دو مقررہ ارکان کے مجموعی وزن کے مطابق ہو؛ جبکہ کُلّی انطباق لازم ہے نہ ممکن۔

(۵) الباقلانی،محمد بن طیب،علامہ،اعجاز القرآن (تحقیق:سید احمد صقر)،قاہرہ: دار المعارف،طبعۃ الخامسہ ۱۹۸۱ء،ص ۹۰

(۶) حفیظ صدّیقی،ابوالاعجاز،تفہیم وتحسین شعر،لاہور: سنگت پبلشرز،۲۰۰۶،ص ۹۸

(۷) حفیظ صدیقی،ابولاعجاز،اوزانِ اقبال،لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز،۱۹۸۳ء،ص ۲۶۸

(۸) محقق طوسی کی عبارت حسبِ ذیل ہے:۔مفعولُ مفاعیلن چہار بار،مسمط چہار خانہ برین وزن خوش آید۔مثالش:

گفتی بکشم یاری آن یار منم آری   گر کشتہ شوم باری در پای تو اولیٰ تر

اسیرؔ،مظفر علی،زرِ کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار از طوسی، لکھنؤ :اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۳ء،ص ۱۴۴